Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

Received: 15th Feb, 2025 | Accepted: 11th June, 2025 | Available Online: 30th June, 2025
Digital Object Identifier: 10.52015/daryaft.v17i01.407

"سنگھاسن بتیسی" اور "بیتال پچیسی" میں جادوئی حقیقت نگاری

Magical Realism in "Sangha san Batesi" and "Betaal Pachesi"

DR. MUHAMMAD RAMZAN
Lecturer, Department of Urdu, Center of Excellence, Government Higher Secondary School, Jaranwala, Pakistan.
(cssexcellentacademy@gmail.com)

ABSTRACT The term "Magical realism" translated as “Jadowi Haqiqat” in Urdu is a modern technique. Hawan Ralpho, for the first time, used it in his stories. The Latin novelist Gabriel Garcia, by using the technique of "Magical Realism" in his novel “Hundred Years of Solitude” in 1967, revolutionized the style of narration all over the world, and Urdu Literature is no exception especially in the first half of twentieth century characterized by the use of various descriptive techniques like letters, diaries, flash backs, flash forwards, surrealism and realism etc. Magical Realism is one of such powerful techniques.” Sangha San Batesi” and “Bettal Pachesi” stories are related to the imaginary and ideal world. Where different characters including giants, fairies, jinns, ghosts, ascetics, jogis and leaves keep the reader in a wonderful struggle from the beginning to the end. All the stories of “Singhasan Batesi” and “Bettal Pachesi” evoke an atmosphere of imagination and romance. In addition to the religious and cultural landscape, there is also a conflict between them. Raja Bakarmajit's character is Dev Malay and a character with transcendent abilities. Raja Bakarmajit's tenure has been described in the words of government puppets. In these stories, the magic and talismanic atmosphere surrounds the characters of good and bad everywhere in a believable manner. Apart from this, there are glimpses of Bikramjit's courage, generosity, courage, wisdom and wise decisions. In the stories of “Singhasan Batesi” and “Bettal Pachpesi”, the situation of the supernatural and the supernatural elements creates a surprise for the reader.

Keywords Talismanic, Magic, Glimpses, Imagination, Puppets, Supernatural.

انگریزی میں جادوئی حقیقت کے لیے لفظ میجکل رئیلزم کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ میجکل رئیلزم ایک جدید اصطلاح ہے جس کو سب سے پہلے حوان رلفو نے اپنے ناولوں میں استعمال کیا۔ تاہم میجکل رئیلزم کی تکنیک کو فکشن میں فرانز کافکا نے بھی استعمال کیا۔ ان کے ناول 1925 ”The Trial“ اور 1926 ”The Castle“ ءنے فکشن کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ یہ دونوں ناول اپنے عہد کے عظیم ثابت ہوئے۔ کافکا نے جدید انسان کی اجنبیت کو کسی علت و معلول کے رشتے کے بغیر پیش کیا۔ اس کے ناولوں کی غیر حقیقی فضا میں حقیقت کی ماوٗرائی شکلیں ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کافکا کے آرٹ کو آخری حقیقت تک انسانی رسائی کا سب سے بڑا پر اسرار اور گہرا اظہار کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد گبرئیل گارشیا مارکیز نے اپنے ناولوں میں بھی جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک کو بیان کیا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

ان کا پہلا ناول"تنہائی کے سو سال" ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا جو کہ میجکل رئیلزم کا شاہکار ہے اور اس بیانیے کو اپنانے والے مغربی ادیبوں میں کیوبا کے الیخو کارپین ٹئیر، گوانتامالا کے اینجل استوریاس، چلی کی خاتون ازابیل الینڈے، لاراایسکیول، اینجلا کارٹر، حوزے ساراماگو، حوان رلفو، گارشیا مارکیز، حولیو کارتازار، کارلوس فونتیس، ماریو برگس یوسا اور لوئس بورخیس کے نام نمایاں ہیں۔ اردو داستانوں میں" سنگھاسن بتیسی" اور "بیتال پچیسی" میں پائے جانے والے کردار طلسماتی، ماورائی اور جادوئی حقیقت نگاری پر مشتمل ہیں۔ جادو کے معنی سحر، افسوں، منتر اور ٹونا کے ہیں جب کہ حقیقت نگاری کا مطلب سچائی اور صداقت کے ہیں۔ اردو ادب میں جادوئی حقیقت نگاری سے مراد زندگی کے وہ اسرار و رموز جو کہانی میں مختلف کرداروں کے ذریعے مافوق الفطرت انداز میں بیان کیے جاتے ہیں۔ جادوئی حقیقت نگاری تخیلاتی رنگ آمیزی کے ذریعے فکشن میں واقعات کو حقیقت کے دھارے میں پیش کرتی ہے۔ فطرت انسانی ہمیشہ سے حیرت انگیز واقعات میں دلچسپی لینے، ناقابل یقین اور معجزاتی چیزوں میں تسکین کی متلاشی رہی ہے۔ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین نے "سنگھاسن بتیسی" اور "بیتال پچیسی" کو منفرد اور جدید انداز میں تسہیل نگاری کی روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے تسہیل، تفہیم اور تدوین کا کام جس عرق ریزی سے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے، نہایت قابل ستائش ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر نجیب جمال لکھتے ہیں۔

> "ڈاکٹر بصیرہ عنبرین ہندی متن کو براہ راست پڑھ سکتی ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں، قدیم متون پر تحقیقی مقالات لکھ چکی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ان کلاسیکی متون پر ہونے والے تسہیل کے کام سے باخبر ہونے کے باعث ہر قدم پر موجود قرات و تفہیم کی مشکلات سے بخوبی واقف ہیں۔۔۔ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین متنی انحرافات سے حتی الامکان گریز کرتے ہوئے کہانیوں کی دیومالائی اور مافوق الفطرت فضا کو بحال رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے نئے املائی ضابطوں کو بروئے کار لانے، اصطلاحات اور بنیادی تہذیبی لفظیات کو برقرار رکھنے میں خصوصی درک سے کام لیا ہے۔ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین قابل مبارک باد ہیں کہ انھوں نے اردو کے داستانوی ادب کے سوتوں کو خشک ہونے سے بچایا ہے اور یہ کام انھوں نے تسہیل کے جدید اصولوں کے مطابق کیا ہے۔"(۱)

"سنگھاسن بتیسی" اور "بیتال پچیسی" داستانوں کا تعلق خیالی اور مثالی دنیا سے ہے۔ جہاں دیو، پریاں، جن، بھوت، سنیاسیوں، جوگیوں اور پتلیوں پر مشتمل مختلف کردار قاری کو آغاز سے انجام تک حیرت انگیز کشمکش میں مبتلا رکھتے ہیں۔ "سنگھاسن بتیسی" اور "بیتال پچیسی" کی تمام کہانیاں تخیل اور رومان کی فضا کو جنم دیتی ہیں۔ ان میں مذہبی اور ثقافتی منظر نامہ کے علاوہ رزم و بزم کی کشمکش بھی پائی جاتی ہے۔ راجہ بکرماجیت کا کردار دیومالائی اور ماورائی صلاحیتوں کا حامل کردار ہے۔ راجہ بکرماجیت کا عہد حکومت پتلیوں کی زبانی بیان کیا گیا ہے۔ ان کہانیوں میں جادوئی اور طلسماتی فضا ہر جگہ خیر و شر کے کرداروں کو محیر العقول انداز میں سمیٹے ہوئے ہے۔ علاوہ ازیں بکرماجیت کی شجاعت، سخاوت، ہمت و دانائی اور حکیمانہ فیصلوں کی پرشکوہ جھلکیاں بھی سامنے آتی ہیں۔ "سنگھاسن بتیسی" اور "بیتال پچیسی" کی کہانیوں میں فوق العادہ اور مافوق الفطرت عناصر کی صورت حال قاری کے لیے حیرت کا باعث بنتی ہے۔ "سنگھاسن بتیسی" کی پتلیاں جن

میں رتن منجری، چتر ریکھا، رتی باما، چندر کلا، کیلا وتی یا لیلا وتی، کام کندلا، کامودی، پوہ پاؤلی، بدھ ماوتی، پریما وتی، پرماوتی، کیرت وتی، ترلوچی، بلوچی، انوپ وتی، سندر وتی، ستیہ وتی، روپ ریکھا، تارا، چندر جوتی، انرودھ وتی، انوپ ریکھا، کرنا وتی، چتر کلا، جے لکشمی، بدیا وتی، جگجوتی، من موہنی، بیدیہی، روپ وتی، کوشلیا اور بھان متی عہد بکرماجیت کا جیتا جاگتا کردار ہیں۔ڈاکٹر بصیرہ عنبرین "سنگھاسن بتیسی" کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

"سنگھاسن بتیسی کا شمار بھی قصہ کہانیوں کی اسی خیالی اور مثالی دنیا سے ہے۔ جو فورٹ ولیم کالج کے تحت اس وقت کی قابل فہم زبان میں ڈھل کر نئی معنویت سے ہم کنار ہوئی۔ یہاں قصہ در قصہ واقعاتی سلسلے ملتے ہیں۔ بہ ظاہر یہ قصے راجا بکرماجیت کے ماضی سے متعلق ہیں۔ لیکن راجا کو پیش آنے والے تمام تر واقعات و حوادث، تحیر و تحسر اور تخیل و رومان کی ایک ایسی دنیا پیش کرتے ہیں جس میں بڑا تنوع ہے۔ کہیں مذہبی و قومی فضائیں ہیں تو کہیں تہذیبی و ثقافتی رنگ، کہیں رزم و بزم کا منظر نامہ ہے تو کہیں عشق و محبت کی لطافتیں اور سب سے بڑھ کر یہاں حیات انسانی کے اتار چڑھاؤ کو مد نظر رکھتے ہوئے انسان کے تمام تر طمطراق اور شکوہ کے سامنے اس کی بے مائیگی، بے ثباتی اور حرمان نصیبی کا کا احساس نمایاں کرنا ان قصوں کو آفاقیت اور ندرت عطا کر گیا ہے۔ ایسے مواقع پر یہ کہانیاں محض بکرماجیت کے عہد کی اسیر نہیں رہتی بل کہ طلسم زماں و مکاں توڑ کر آگے بڑھ جاتی ہیں اور چشم زدن میں ہمارے زمانے سے آملتی ہیں۔"[۲]

"بیتال پچیسی" سنسکرت الاصل داستان ہے۔ فورٹ ولیم کالج کے قیام کے دوران مظہر علی خاں ولا نے للو لال کوئی کے تعاون سے برج بھاشا میں اس داستان کو تحریر کیا۔ "بیتال پچیسی" کے اصل متن میں کئی پیچیدگیاں اور دشواریاں قاری کو پیش آتی ہیں۔ڈاکٹر بصیرہ عنبرین نے جس عرق ریزی سے سنگھاسن بتیسی اور "بیتال پچیسی" کو تفہیم، تسہیل اور تحشیہ کے ذریعے جدید انداز میں مرتب کیا۔ داستانوی اردو ادب ان کا ہمیشہ مرہون منت رہے گا۔ "سنگھاسن بتیسی" کی اشاعت کے حوالے سے لکھتی ہیں۔

"کاظم علی جوان نے اولاً ۱۸۰۰ء میں ان کہانیوں کو اردو میں بعد ازاں ۱۸۰۵ء میں پہلے دیوناگری اور پھر اردو رسم الخط میں "سنگھاسن بتیسی" کے نام سے شائع کرایا۔ یہ کتاب ہندوستان کے مختلف اشاعتی اداروں سے چھپتی رہی اور اس کی دوسری ہندوستانی زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ "سنگھاسن بتیسی" کی اہم اشاعت مطبع نولکشور، لکھنو سے سامنے آئی اور بعد ازاں اس ادارے سے کئی اڈیشن شائع ہوئے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے بھی "تاریخ ادب اردو" میں یہیں کے شائع کردہ متن کو اپنایا ہے اور ان کے پیش نظر اس کی تیرھویں اشاعت (۱۹۵۳ء) رہی۔ پاکستان سے "سنگھاسن بتیسی" اردو فکشن کے ممتاز مصنف، دانش ور اور نقاد انتظار حسین کی کوشش سے سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور سے ۲۰۱۴ء میں چھپی اور ان کے سامنے بھی بنیادی طور

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

پر منشی نول کشور کا شائع شدہ متن رہا۔"سنگھاسن بتیسی" کی منظوم صورتیں بھی موجود ہیں۔ جن میں نمایاں صورت بارہویں صدی ہجری کے غیر معروف شاعر فقیر دکنی کا منظوم ترجمہ ہے۔ جسے انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی سے افسر صدیقی نے ۱۹۸۴ء میں مرتب کر کے شائع کرایا۔ یہ ۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔اسی طرح منشی لال چمن کا منظوم ترجمہ بھی اہم ہے۔ جو ۱۲۹ صفحات پر مبنی ہے اور ۱۸۷۱ء میں منشی نول کشور پریس کان پور سے چھپا۔" (۳)

"بیتال پچیسی" پیشاچی پراکرت میں برھت کتھا گناڈھیہ کی کتاب بہت مشہور ہے۔موجودہ تحقیق کے مطابق اس کا عہد ۷۸ء بتایا جاتا ہے۔اس لحاظ سے سنسکرت زبان کے تراجم میں برھت کتھا منجری اور کتھا سرت ساگر کے نام سے مشہور ہے۔"بیتال پچیسی" کی کہانیوں کا مرکزی کردار بکرم ہے جو اپنے بھائی وکرم کو قتل کر کے حکمرانی کا تاج اپنے سر سجاتا ہے۔بیتال بھوتوں کی اس قسم کو کہتے ہیں۔ جو انسانی مردوں کی لاشوں میں بستے ہیں۔اس داستان میں بکرماجیت کی ملاقات بیتال سے اس وقت ہوتی ہے۔جب وہ ایک درخت سے لٹکا ہوا ہوتا ہے۔داستان "بیتال پچیسی" کی کہانیوں میں طلسماتی اور ہندو دیومالا کا گہرا اثر پایا جاتا ہے۔پروفیسر گیان چند جین "بیتال پچیسی" کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"بیتال پچیسی کی کہانیوں میں فوق الفطری عناصر کم ہیں۔دیومالا کے اثر سے کچھ خلاف عادت باتیں ہوتی ہیں۔لیکن وہ اردو داستانوں کے فوق الفطرت سے مختلف ہیں مثلاً بکرم ایک چور کے تعاقب میں ایک کنویں کی راہ سے پاتال میں پہنچ جاتا ہے۔یہ داستان امیر حمزہ کے چاہ الماس سے جدا ہے۔کئی جگہ مندر کی دیوی کا مجسمہ کسی بات پر خوش ہو کر بول اٹھتا ہے۔مرے ہوؤں کو امرت چھڑک کر جلادیا جاتا ہے۔"(۴)

داستان "سنگھاسن بتیسی" عجیب وغریب واقعات اور طلسماتی فضا سے بھرپور نظر آتی ہے۔اس کا آغاز ایک کسان سے ہوتا ہے۔جو مچان پر چڑھتے ہی پکارتا ہے کہ راجا بھوج کو گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کرو۔لیکن جونہی مچان سے اترتا ہے تو اس کی عقل و ہوش ٹھکانے آجاتی ہے۔راجا بھوج کو جب اس واقعہ کی خبر ہوتی ہے تو وہ نجومیوں کو بلا کر اس راز کے بارے میں دریافت کرتا ہے۔انھوں نے راجا کو بتایا کہ اس جگہ زمین میں خزانہ دفن ہے۔راجا یہ سن کر فوراً زمین کھدائی کا حکم دیتا ہے تو زمین کے نیچے اچانک سنگھاسن (تخت شاہی) برآمد ہوتا ہے۔ڈاکٹر گیان چند سنگھاسن بتیسی کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

"سنگھاسن میں پتلیاں جو قصے سناتی ہیں وہ فنی اعتبار سے مکمل افسانے نہیں۔ان سب کا مقصد بکرم کی سخاوت یا شجاعت یا کسی اور وصف کا راگ گانا ہے۔چنانچہ بعض کہانیاں جو زیادہ مختصر ہیں۔ محض واقعہ نگاری ہو کر رہ جاتی ہیں۔ان کہانیوں میں دیومالا کا گہرا اثر ہے۔بیتال پچیسی سے زیادہ پاتال، اندر لوک، اندر دیو، سمندر دیوتا، چاند دیوتا، شیو، شیش ناگ، جم کے دوت، دیوی اور گندھرو یہ سب بار بار رونما ہوتے رہتے ہیں۔کنگالن اور دیت بیتال کا کردار بھی جادوئی

> حقیقت نگاری پر مشتمل ہے۔ دیو تاؤں، جوگیوں اور بیتالوں سے جابجا کراماتی تحائف ملتے ہیں مثلاً ایک ایسی تھیلی کہ اس میں سے کھانے کی جو چیز چاہو نکال لو، ایسی چھڑی جس کے پاس ہو وہ سب کو دیکھ سکے اور اس کو کوئی نہ دیکھ سکے، ایسا لعل جس میں جتنی دولت چاہو مل جائے۔ بکرام کو ایسے متعدد تحفے ملتے ہیں۔ لیکن وہ ہمیشہ فراخ دلی سے کسی نہ کسی حاجت مند کو دان دیتا ہے۔"(۵)

"سنگھاسن بتیسی" (تخت شاہی) جب زمین سے نہیں نکلتا تو اس کے لیے کروڑ بھینسے اور بکرے قربان کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد جب ہاتھ لگاتے ہیں تو وہ خود بخود زمین سے باہر آ جاتا ہے۔ راجا سیام سومیر کے بیٹے کا کردار بھی طلسماتی اور کرشماتی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایسا عالم فاضل ہے کہ لوگوں کو موت کے بارے میں آنے والے واقعات کی پیش گوئی بھی کرتا ہے۔ راجا بکرم کے پاس ایسی طاقت ہے کہ بچھی بھی ہاتھ باندھ کر حاضر ہو کر عرض کرتی ہے کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں خزانہ برسا کر تمہاری رعایا کو خوشحال کر دوں۔ راجا نے یہ سن کر کہا! اگر تمہاری مرضی ہو تو میرا بستر چھوڑ کر جہاں تمہارا دل چاہے برس پڑو۔ اس حوالے سے چندر کلا چوتھی کہانی کا اقتباس ملاحظہ کیجیے۔

> "رات کا چوتھا پہر ہوا، تو بچھی دوبارہ آئی اور کہنے لگی، راجا مجھے بتاؤ، میں کہاں برسوں؟ راجا نے کہا کہ اگر تو کہیں برسنا چاہتی ہے تو بستر چھوڑ کر جہاں تیری مرضی ہو، وہاں برس۔ اتنا کہتے ہی پورے شہر پر خوب سونے کی بارش برسی۔ صبح ہوئی تو راجا اٹھا اور دیکھ کر کہنے لگا کہ ہماری رعایا پر بہت سختی تھی۔ لیکن اب کچھ دن بے فکر ہو کر آرام و سکون سے رہے گی۔ اتنے میں وزیر آیا اور اطلاع دی کہ مہاراج! تمام شہر میں سونا برسا ہے، جو آپ حکم دیں، وہی ہم کریں؟ تب راجا نے کہا کہ شہر میں ڈھول بجوا دو اور جس کسی کی حد میں جو دولت آئے، سو وہ لے اور کسی کو منع نہ کرے، راجا کا یہ حکم سن کر سب رعایا نے اپنے گھر میں دولت بھر لی۔"(۶)

مذکورہ بالا تحریر میں بچھی کا راجا کے حکم پر پورے شہر کے اوپر سونے کی بارش کرنا اور رعایا کی تنگدستی کا اچانک خوشحالی میں بدلنا قاری کے لیے حیرت کا سبب بنتا ہے۔ سائنس فکشن ایسے عناصر کی تردید کرتا ہے۔ لیکن طلسماتی حقیقت نگاری کے لیے ایسے عناصر معاون ثابت ہوتے ہیں۔ تاہم ایسے واقعات جادوئی اور طلسماتی حقیقت نگاری کے ذریعے مافوق الفطرت عناصر کا باعث بنتے ہیں۔ "سنگھا سن بتیسی" کی چھٹی کہانی کام کندلا میں ایک برہمن، راجا کو عجیب وغریب واقعہ بیان کرتا ہے۔ انھوں نے راجا کو بتایا کہ شمال کی طرف ایک جنگل میں پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کے سامنے ایک پانی کا تالاب ہے۔ جس میں بلور کا ایک ستون جو طلوع سورج بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ جوں جوں سورج مشرق سے ابھرتا ہے تو بلور نما کھمبا بھی بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ عین دوپہر کے وقت ستون سورج کے رتھ کے قریب جا کر آسمان کے پہنچ جاتا ہے۔ رتھ ٹھہر جاتا ہے اور سورج کھانا کھا کر جب مغرب کی طرف بڑھتا ہے تو بلور نما کھمبا بھی گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ غروب آفتاب کے وقت ستون بھی تالاب میں گھٹتے گھٹتے گم ہو جاتا ہے یہ سلسلہ صدیوں سے یونہی رواں دواں ہے۔ کام کندلا قصہ میں ستون کا خود بخود بڑھنا، سورج کا رتھ پر سوار ہونا اور آفتاب کا کھانا تناول کرنا طلسماتی حقیقت نگاری کا موجب بنتا ہے۔ کام ودی پتلی کی

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

ساتویں کہانی میں کنگالن کی بہن پورنا راجا کو ایک تھیلی دیتی ہے اور کہتی ہے کہ اس کی یہ خوبی ہے جو کچھ بھی کھانے کو تمہارا دل چاہے گا تھیلی کے اندر موجود پائے گا۔ راجا یہ سن کر بہت خوش ہوتا ہے اور تھیلی کو لے کر روانہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح راستے میں ان کی ایک برہمن سے ملاقات ہوتی ہے اور وہ راجا سے بھوک کی شکایت کرتا ہے۔ راجا نے ان سے پوچھا کیا کھاؤ گے؟ انھوں نے کہا! پکوان کھاؤں گا۔ راجا نے تھیلی سے کھانا نکالا تو پکوان ہی تھا اقتباس دیکھیے۔

> "وہاں ایک محل تھا، کنگالن نے اس کے دروازے پر تالی ماری اور ان پورنا نے ظاہر ہو کر اس سے کہا کہ یہ راجا کون ہے؟ وہ بولی کہ راجا بکرم ہے، اس نے میری خدمت کی ہے اور میں نے اس سے قول ہارا ہے۔ اگر تیرے دل میں میری محبت ہے تو ان پورنا اسے دے۔ اس نے راجا کو ایک تھیلی دی اور کہا اس میں سے جتنی چیز کھانے کی مانگو گے، سب پاؤ گے۔ راجا نے تھیلی لے لی، وہاں سے خوش ہو کر ندی کے کنارے آ کر اشنان پوجا کر کے مطمئن بیٹھ گیا کہ ایک برہمن آ پہنچا۔ اس کو راجا نے بلایا اور کہا کہ کچھ کھاؤ گے؟ اس نے کہا مجھے بھوک لگی ہے، کچھ دو تو میں کھاؤں۔ راجا بولا کیا کھاؤ گے؟ تمھارا دل کیا کھانے کو چاہ رہا ہے؟ وہ بولا، اس وقت پکوان کھاؤں گا۔ راجا اپنے دل میں سوچنے لگا کہ اگر اس وقت پکوان نہ پہنچے گا تو میں برہمن کے سامنے جھوٹا ہوں گا۔ یہ بات دل میں سوچ کر تھیلی میں ہاتھ ڈال کر جو نکالا تو دیکھا کہ پکوان ہی نکلا۔"(۷)

"سنگھاسن بتیسی" کی یوہ پاؤلی آٹھویں کہانی میں ایک بڑھئی راجا کو لکڑی کا گھوڑا تحفہ دیتا ہے۔ راجا نے پوچھا اس کی کیا خوبی ہے؟ بڑھئی نے کہا مہاراج! کھانا پینا اس کی فطرت میں نہیں لیکن آپ جہاں جانا چاہتے ہیں۔ یہ گھوڑا آپ کو چند لمحوں میں پہنچا دے گا۔ راجا نے خوش ہو کر بڑھئی کو انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔ بڑھئی نے رخصت ہوتے وقت راجا کو نصیحت کی کہ مہاراج سوار ہو کر اس کو چابک نہیں مارنا۔ لیکن بدقسمتی سے ایک دن راجا نے اس گھوڑے پر سوار ہو کر غلطی سے چابک ماری تو گھوڑا غصے میں آ کر بجلی کی سی تیزی سے وہ راجا کو سمندر پار پہنچا دیتا ہے۔ کہانی میں اس طرح کے واقعات طلسماتی اور ماورائی حقیقت نگاری کا باعث بنتے ہیں۔ قدیم زمانے کے لوگ اڑن کھٹولا کی مثالیں بیان کرتے تھے۔ عہد جدید میں ہیلی کاپٹر، ہوائی جہاز اور جنگی جہاز فضاؤں میں حقیقی طور پر محوِ پرواز ہیں۔ راجا بکرماجیت کے دونوں سورما گیا اور کویلا ان کو پلک جھپکتے منزل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں۔ بکرماجیت کا سورماؤں کے ذریعے سفر کرنا اور ضرورت پڑنے پر ان کا بروقت مدد کے لیے حاضر ہو جانا قاری کو حیرت و ششدر میں ڈال دیتے ہیں۔ کیرت وتی بارہویں کہانی میں بکرماجیت کا تیل کے کڑاہے میں کود کر جل بھن جانا، جوگنیوں کا ان کے جسم کو نوچ کر کھا جانا اور کنگالن کا امرت ان کے جسم کی ہڈیوں پر چھڑک کر دوبارہ زندہ کرنا، دیوی کا راجا کو طلسماتی تھیلی دینا اور ان کا حاجت کے وقت رقم کا نکالنا طلسماتی حقیقت کو جنم دیتا ہے۔ عہد جدید میں سائنس فکشن تجرباتی اور مشاہداتی حقائق کو تسلیم کرتا ہے۔ الوپ وتی پندرہویں کہانی میں ریچھ اور شیر کا راجا کے بیٹے سے کلام کرنا جادوئی حقیقت کے زمرے میں لایا جا سکتا ہے۔ راجا کے بیٹے کا شیر اور ریچھ سے مکالمہ ملاحظہ ہو۔

> "رات ہوئی تو ریچھ بولا! راج کمار، اب رات ہو گئی ہے۔ یہ شیر ہم دونوں کا دشمن ہے، اس وقت

سونا جان کا نقصان کرنا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ رات کو دو دو پہر مل کر جاگتے ہیں۔ آدھی رات تو جاگ، آدھی رات میں جاگوں گا۔ راج کمار نے کہا! بہت اچھا۔ ریچھ نے کہارات کے پہلے دو پہر تک تم سورہو اور میں جاگتا ہوں اور رات کے دو پہر تم جاگنا تو میں سو جاؤں گا۔ دونوں نے آپس میں یہ طے کیا۔ راج کمار سو گیا اور ریچھ بیٹھ کر اس کا پہرا دینے لگا۔ ایسے میں شیر نے ریچھ سے کہا کہ میری بات سن اور بے وقوف نہ بن، یہ انسان ہماری خوراک ہے اور تو کیوں نفرت کا بیج بو رہا ہے؟ اسے نیچے ڈال دے اور ہم دونوں مل کر اسے کھائیں گے۔ یہ آدمی ہے اور ہم دونوں جنگل کے رہنے والے ہیں، ہاتھ میں آیا ہوا موتی دوبارہ ہاتھ نہیں لگتا۔ جب یہ جاگ اٹھے گا اور تو سو جائے گا تو وہ تیرا سر کاٹ کر پھینک دے گا۔ ریچھ نے جواب دیا کہ سن نادان شیر! اپنے اوپر الزام لینا مناسب نہیں، جتنا گناہ راجا کو مارنے کا ہوتا ہے یا درخت کے کاٹنے کا یا استاد سے جھوٹ بولنے کا یا جنگل کو جلانے کا اتنا ہی بھروسے کو توڑنے کا ہوتا ہے۔ بلکہ پناہ لینے والے کو مارنے کا تو ان سب سے زیادہ گناہ ہوتا ہے اور یہ گناہ کبھی معاف نہیں ہوتا۔" (۸)

سیتئوتی سترھویں کہانی میں راجا بکرم ماجیت کو شیش ناگ رخصت کرتے ہوئے چار لعل دیتا ہے۔ ان چاروں موتیوں کی خوبیاں مختلف نوعیت کی ہوتی ہیں۔ شیش ناگ چار لعلوں کی صفات اس طرح بیان کرتے ہیں۔ اقتباس دیکھیں۔

"تب شیش ناگ نے ہنس کر کہا! راجا اب تمھیں گھر جانے کی خواہش ہوئی ہے۔ تو کچھ تحفہ بھی تمھیں دیتے ہیں، تم لیتے جاؤ۔ یہ کہہ کر چار لعل منگوا کر راجا کو دیے اور ان کی خوبیاں بیان کرنے لگا کہ ایک لعل کی خاصیت یہ ہے کہ جتنا زیور چاہو گے، تمھیں دے گا اور دیتے ہوئے تاخیر نہ کرے گا، دوسرے لعل کا یہ وصف ہے کہ ہاتھی گھوڑے پالکیاں جتنی بھی تم منگواؤ گے، اتنی ہی اس سے پاؤ گے اور تیسرے موتی کی یہ خوبی ہے کہ جتنی دولت چاہو گے، یہ دے گا۔ چوتھے موتی میں یہ تاثیر ہے کہ بہت بھجن اور بھلائی کے کام کی جتنی خواہش رکھو گے، اتنی ہی یہ پوری کرے گا۔ اس طرح سے راجا کو چاروں لعلوں کی خوبیاں سمجھا کر بتائیں اور اسے رخصت کیا۔" (۹)

روپ ریکھا پتلی کی اٹھارویں کہانی میں ایک جوگی خوش ہو کر راجا کو ایک کھریے کا ڈھیلا دیتا ہے۔ جب راجا اس کی خوبیوں کے بارے میں پوچھتا ہے تو جوگی نے کہا مہاراج! دن کے وقت جو کچھ کھریے سے تحریر کریں گے رات کو ان چیزوں کا حقیقی مشاہدہ کر سکیں گے۔ راجا نے جوگی کی باتیں سن کر ایک محل جھاڑ پونچھ کر اس میں بستر بچھوایا۔ دن کو محل کے دروازے بند کر کے دیواروں پر کھریے کے ساتھ کچھ تصاویر کھینچی۔ جب رات ہوئی تو دیوار پر بنائی گئی تمام تصاویر وں نے حقیقت کا روپ دھار لیا۔ دیواروں پر کھینچی گئی تصاویر چلنے پھرنے اور بولنے لگیں۔ راجا یہ سب کچھ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ اس منظر نامے کو روپ ریکھا میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

"راجا نے ایک محل خالی کروایا جھاڑ پونچھ کروا کر اکیلا اس گھر میں جا کر بستر بچھایا اور دروازے بند کر کے دیواروں پر تصویریں بنانے لگا۔ پہلے کرشن جی کی تصویر بنائی، پھر سرستی کی، پھر دوسرے دیوتاؤں کی۔۔۔ اتنے میں شام ہو گئی اور اچانک ہر طرف سے جے جے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ جن دیوتاؤں کی تصویریں بنائی تھیں، وہ صاف دکھائی دیے اور دیکھتے ہی راجا ساکت و جامد ہو گیا۔ جو باتیں وہ آپس میں کرتے تھے، راجا سب سن رہا تھا۔ لیکن خوف کے مارے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ پھر راجا نے دوسری دیوار میں ہاتھ، گھوڑے، پالکی، رتھ اور فوجی وغیرہ یہ سب کچھ بنایا۔ جب رات ہوئی تو وہ سب حاضر ہوئے۔ راجا ان سب کو دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا اور جوگی کو یاد کر رہا تھا کہ جو اسے یہ سوغات دے گیا۔ جب صبح ہوئی تو یہ سب کچھ تصویروں میں بدل گیا۔ تیسرے دن راجا نے باجے اور ساز بنائے، پھر گانے بجانے والے بنائے، پھر خوب صورت عورتیں بنائیں، تال، بین، رباب، تنبور، مورچنگ، پناگ، بانسری، کرتال، الغوزہ وغیرہ۔ ایک ایک ساز کی تصویر ہاتھ بڑھا بڑھا کر بنائی۔ جب رات ہوئی تو پہلے ایک شبدہ ہوا اور گانے بجانے والے موسیقی کے طریقوں سے گانے لگے۔ تمام ساز مکمل طور پر سروں کے ساتھ بجنے لگے اور وہ تمام حسینائیں بھی ناچنے لگیں اور ناز و انداز دکھانے لگیں۔"(۱۰)

کرناوتی تئیسویں کہانی میں وزیر اشنان کرتے ہوئے۔ ایک خوبصورت پھول کو پانی میں بہتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کو پکڑ کر راجا کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کر دیتا ہے۔ راجا پھول کو دیکھ کر بہت خوش ہو جاتا ہے اور ان کو وزارت کا عہدہ سونپ دیتا ہے۔ راجا نے وزیر کو حکم دیا اس پھول کا درخت بھی مجھے لا کر دیں تا کہ مزید پھول حاصل کر سکوں۔ وزیر حکم کی بجا آوری کے لیے عازم سفر ہوتا ہے۔ کئی دن مسلسل سفر کرنے کے بعد ایک وسیع و عریض جنگل میں پہنچ جاتا ہے۔ ان کو پہاڑ کے دامن میں ایک مندر دکھائی دیتا ہے۔ ان کو مزید ندی میں پھول تیرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ جن کو پا کر خوش ہو جاتا ہے۔ وزیر جب مندر میں داخل ہوتا ہے تو اس کو ایک جوگی پاؤں میں زنجیر باندھے درخت سے الٹا لٹکا ہوا جوگی نظر آتا ہے۔ ان کے جسم سے جو خون کا قطرہ جو ندی میں گرتا ہے۔ اس سے ایک پھول وجود میں آتا ہے۔ یہ اچنبھا دیکھ کر وزیر اپنے واپس لوٹ آتا ہے۔ چتر کلاں چوبیسویں کہانی میں چھ رانیاں رات کے اندھیرے میں جوگی کے پاس مٹھائی اور پکوان راجا سے چھپ کر لے جاتی ہیں۔ جوگی مراقبے سے فارغ ہو کر کھانا کھانے کے بعد چھ اجسام میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ہر جسم ایک رانی سے وصل کرتا ہے۔ "سنگھاسن بتیسی" کی کہانیوں کے تمام کردار طلسماتی اور مافوق الفطرت عناصر مشتمل دکھائی دیتے ہیں۔

"بیتال پچیسی" کے تمام قصے جادوئی حقیقت نگاری اور ماورائی حقیقت کا پرتو نظر آتے ہیں۔ اس کی دوسری کہانی میں برہمن کی بیوی اپنے لڑکے کو جلتے ہوئے چولہے میں پھینک دیتی ہے۔ مہمان ان کے اس وحشیانہ عمل کو دیکھ کر کھانا چھوڑ دیتا ہے۔ خانہ دار کو جب اس کی خبر ملتی ہے تو وہ مردوں کو حیات بخشنے والی کتاب لا کر کچھ منتر پڑھتا ہے تو اس کا بیٹا زندہ ہو جاتا ہے۔ مہمان ان کے اس عمل کو دیکھ

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

حیران ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کسی طرح اس کتاب کو حاصل کر کے اپنی محبوبہ کو جلا دوں۔ مہمان اپنی اس خواہش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے رات کو ان کے گھر قیام کرتا ہے۔ رات کی تاریکی میں منتر والی کتاب چرا کر واپس روانہ ہو جاتا ہے اور مرگھٹ کی جگہ پہنچ کر برہمن کی بیٹی کو زندہ کر دیتا ہے۔"بیتال پچیسی" کی تیسری کہانی میں بھی بیر بر پہلے اپنے بیٹے کی تلوار سے گردن اڑا کر دیوی کی بھینٹ چڑھاتا ہے۔ بھائی کو اس طرح مرتے دیکھ کر ان کی بہن بھی اپنی گردان اڑا دیتی ہے۔ اس کے بعد بیر بر اور اس کی بیوی بھی دیوی کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ جب راجا نے ان کی یہ قربانی دیکھی، تو خود بھی دیوی کی بھینٹ چڑھنے کے لیے تلوار اٹھائی ہی تھی۔ دیوی نے فوراً زندہ ہو کر ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا! میں تیری دلیری پر خوش ہوں اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ انھوں نے کہا اگر آپ مجھ سے خوش ہیں تو ان چاروں کو زندہ کر دیں۔ دیوی نے ان چاروں کو زندہ کر دیا۔"بیتال پچیسی" کی چوتھی کہانی میں طوطا عجیب و غریب حالات و واقعات بیان کرتے نظر آتا ہے۔ راجا جب طوطے سے رائے لیتا ہے کہ ایسی حسین و جمیل عورت کہاں ہو گی جو میرے لائق ہو۔ طوطا اس بارے میں ان کو آگاہ کرتا ہے۔ اس حوالے سے اقتباس ملاحظہ کیجیے۔

> "ایک دن راجا نے اسی طوطے سے پوچھا کہ تو کیا کیا جانتا ہے؟ تب طوطا بولا کہ مہاراج! میں سب کچھ جانتا ہوں۔ راجا نے کہا جو تو سب کچھ جانتا ہے تو بتا کہ میرے پائے کی حسین عورت کہاں رہتی ہے؟ تب اس طوطے نے کہا مہاراج! مگدھ دیس میں مگد ھیشو نامی راجا ہے اور کی بیٹی چندر اوتی ہے۔ تمھاری شادی اس کے ساتھ ہو گی اور وہ بے حد حسین اور عالمہ فاضلہ ہے۔ راجا نے طوطے کی یہ بات سن کر اس چندر کرانت نامی ایک نجومی کو بلا کر پوچھا کہ ہمارا بیاہ کس لڑکی سے ہو گا؟ اس نے بھی اپنے نجوم کے علم سے معلوم کر کے کہا! چندراوتی نام کی ایک لڑکی ہے اسی کے ساتھ تمہاری شادی ہو گی۔ یہ بات سن کر راجا نے ایک برہمن کو بلوایا اور سب کچھ سمجھا کر راجا مگد ھیشو کے پاس بھیجتے ہوئے کہا! اگر ہمارے بیاہ کی بات پکی کر آؤ گے تو ہم تمھیں خوش کریں گے۔"(۱۱)

راجا طوطے کی باتیں سن برہمن کو احوال کے لیے روانہ کرتا آخر کار راجا کی اس راج کماری سے شادی ہو جاتی ہے اور رانی اپنی مینا بھی ساتھ لے آتی ہے۔ راجا راجکماری کو کہتا ہے کہ طوطا اور مینا کو ایک ہی پنجرے میں بند کر دیتے ہیں۔ طوطا جب مینا کو اپنے پاس پاتا ہے تو ان سے وصل کی تمنا کرتا ہے۔ لیکن مینا اس کی اس خواہش کو ٹھکرا دیتی ہے۔ اس حوالے سے طوطا اور مینا کا مکالمہ ملاحظہ ہو۔

> "چند روز کے بعد راجا اور رانی آپس میں بیٹھے کچھ باتیں کر رہے تھے کہ طوطا مینا سے کہنے لگا کہ دنیا میں وصل ہی اصل ہے اور جس نے دنیا میں پیدا ہو کر وصل نہیں کیا اس کا جنم ناطق ہو گیا۔ اس لیے تو مجھ کو وصل کرنے دے۔۔ یہ سن کر مینا بولی! مجھے نر کی تمنا نہیں۔ تب اس نے پوچھا کس لیے؟ مینا بولی کہ مرد گناہ گار، بداخلاق، دھوکے باز اور عورت کو گھائل کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ سن کر طوطے نے کہا! کہ عورت بھی دغاباز، جھوٹی، بے وقوف، لالچی اور خونی ہوتی

ہے۔جب اس طرح سے دونوں جھگڑنے لگے تو راجا نے پوچھا! تم آپس میں کس لیے جھگڑ رہے ہو؟ مینا بولی! مہاراج! مرد ظالم اور عورت کو اذیت دینے والے ہوتے ہیں۔اس لیے مجھے نر کی ضرورت نہیں۔ مہاراج! میں ایک بات بتاتی ہوں اور آپ سنیئے کہ مرد ایسے ہوتے ہیں۔"(۱۲)

"بیتال پچیسی" کی چھٹی کہانی میں راجا دھرم شیل بے اولاد تھا اور اس کے وزیر کا نام اندھک تھا۔انھوں نے ایک دن راجا سے کہا مہاراج! مندر بنوا کر دیوی کی پوجا کریں اور آپ کی دلی مراد بر آئے گی۔راجا نے اس کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے مندر بنوا کر اس ایک دیوی کو بٹھایا اور شب و روز اس کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ایک دن راجا نے مندر میں دیوی کے سامنے التجا کی کہ میری مدد کریں۔اچانک دیوی کے مندر سے آواز آئی تو کیا چاہتا ہے؟ مراد مانگ تیری مراد پوری کر دی جائے گی۔انھوں نے عرض کیا کہ اے ماں! اگر تو مجھ سے خوش ہے تو مجھے ایک بیٹا عنایت کریں۔دیوی نے کہا! راجا تیرے ہاں ایک طاقت ور اور صاحب کمال بیٹا پیدا ہو گا۔راجا نے جب یہ بات سنی تو دیوی پر صندل، کشت اور پھول چڑھائے۔کچھ عرصے کے بعد راجا کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔جب بڑا ہوا تو ایک دن اپنے دوست دھوبی کے بیٹے کے ساتھ شہر آ رہا تھا۔راستے میں ایک مندر دیکھ کر دھوبی کے بیٹے نے دیوی کو ڈنڈوت کیا۔تاہم جب مندر کے باہر نکلا تو خوبصورت لڑکی اچانک کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گیا۔دھوبی کے بیٹے نے کہا! دیوی اگر اس سے میری شادی ہو جائے تو میں اپنا سر تجھے چڑھاؤں گا۔چند روز بعد دھوبی کے بیٹے کی شادی اس دوشیزہ سے ہو جاتی ہے۔کچھ عرصے کے بعد دھوبی کا بیٹا اپنی بیوی اور دوست کے ساتھ دیوی کے درشن کو آیا۔مندر کے قریب بیوی اور دوست کو کہا آپ ٹھہریں میں دیوی کو ڈنڈوت کر کے آتا ہوں۔وہ مندر میں گیا اور دیوی کے سامنے اپنی گردن تلوار کے ذریعے اڑا دی۔تھوڑی دیر بعد دوست دیکھنے آیا تو اس کو مردہ پا کر اپنی گردن بھی دیوی کی بھینٹ چڑھا دی۔یہ سارا منظر دیکھ کر عورت نے بھی اپنی گردن پر تلوار چلانے کی کوشش کی تو دیوی نے تخت سے اتر کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں تم سے خوش ہوں مراد مانگ تیری مراد بر آئے گی۔عورت نے کہا ان دونوں کو زندہ کر دیں۔دیوی نے دونوں کو فوراً زندہ کر دیا۔

آٹھویں کہانی میں راجا نے راجکمار کو سمندر کے کنارے روانہ کیا۔اس نے راستے میں ایک مندر دیکھ کر پوجا کرنے کے لیے داخل ہوا۔لیکن جب باہر نکلا تو اس کی ملاقات ایک حسینہ سے ہوئی۔اس کو دیکھ کر اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا۔حسینہ نے راجکمار سے پوچھا تم یہاں کس لیے آئے ہو؟ راجکمار نے کہا عیش و عشرت کے لیے یہ سن کر عورت نے کہا! پہلے تالاب میں جا کر اشنان کریں پھر تیری خواہش پوری ہو گی۔راجکمار یہ سن کر تالاب میں گھس گیا جب باہر نکلا تو اپنے شہر پہنچ چکا تھا۔اس حوالے سے اقتباس دیکھیے۔

"غرض ایک دن راجا نے راجکمار کو کسی کام کے لیے سمندر کے کنارے بھیجا۔وہ جب کنارے پر پہنچا تو اس نے ایک دیوی کا مندر دیکھا۔یہ اس میں گیا اور دیوی کی پوجا کی لیکن جب وہاں سے نکلا، تو وہیں اس کے پیچھے ایک خوب صورت عورت آ کر پوچھنے لگی، اے شخص! تو یہاں کس لیے آیا ہے؟ وہ بولا! عیش و عشرت کے لیے آیا ہوں اور تیرے حسن کو دیکھ کر میں مفتون ہوا ہوں۔اس نے کہا! اگر تو مجھ سے کچھ ارادہ رکھتا ہے تو پہلے تالاب میں جا کر اشنان کر، پھر اس کے

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

بعد تو جو کہے گا، سو میں سنوں گی۔ یہ سنتے ہی وہ کپڑے اتار کر تالاب میں گھس گیا اور غوطہ مار کر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ اپنے ہی شہر میں کھڑا ہے۔ اس اچنبھے کو دیکھ کر وہ فوراً خوف زدہ ہو گیا اور لاچار اپنے گھر گیا۔"(۱۳)

"بیتال پچیسی" کی تمام کہانیاں ماورائی اور مافوق الفطرت عناصر پر مبنی ہیں۔ گیارہویں کہانی میں وزیر کسی کام کے سلسلے میں سمندر کے کنارے عازم سفر ہوتا ہے۔ اچانک اس کے سامنے سمندر میں سونے کا ایک درخت ظاہر ہوتا ہے۔ اس عجیب وغریب درخت کے پتے زمرد، پھول پکھراج اور پھل مونگے مرجان کے تھے۔ اس درخت پر نہایت ایک حسین و جمیل عورت بین ہاتھ میں لیے میٹھے سروں سے گا رہی تھی۔ وزیر واپس آکر اس کا تذکرہ راجا سے کرتا ہے۔ یہ سن کر راجا حیران و پریشان ہو جاتا ہے اور اس ناقابل واقعہ کی تحقیق کے لیے کر سمندر کی طرف روانہ ہو جاتا ہے اقتباس دیکھیے۔

"مہاراج! جہاں رگھوناتھ جی نے سمندر پر پل باندھا ہے، وہاں جا کر دیکھتا کیا ہوں کہ سمندر میں ایک سونے کا درخت نکلا کہ جس کے زمرد کے پتے تھے، پکھراج کے پھول اور مونگے کے پھلوں سے ایسا خوب لدا ہوا تھا کہ جس کا بیان نہیں کیا ہو سکتا اور اس پر بے حد حسین عورت بین ہاتھ میں لیے میٹھے میٹھے سروں سے گا رہی تھی۔ لیکن ایک لمحے کے بعد وہ درخت سمندر میں چھپ گیا۔"(۱۴)

چودھویں کہانی میں مول دیوی کی ملاقات برہمن کے لڑکے سے ہوتی ہے۔ اس کی حالت دیکھ کر دیو پوچھتا ہے کیا بات ہے اور کیوں پریشان ہو؟ لڑکا کہتا ہے اسے ششی لڑکی کی محبت نے بے سدھ کر دیا ہے۔ مول دیو یہ سن کر اس کو دو گٹکے دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جب ایک گٹکے کو منھ میں رکھے گا تو بارہ برس کی لڑکی کا روپ دھار لے گا اور جب گٹکا منھ سے نکالے گا تو مرد کی شکل میں لوٹ آئے گا۔ اس طرح دوسرا گٹکا جب منھ میں رکھے گا تو اسی برس کا بوڑھا نظر آئے گا اور منھ سے جب گٹکا نکالے گا تو اصلی صورت میں لوٹ آئے گا۔ برہمن کا لڑکا یہ دونوں گٹکے لے کر مول دیو کے ساتھ راجا کے پاس حاضر ہو جاتا ہے۔ مول دیو راجا کو کہتا ہے کہ میری بہو کے لیے محل میں رہائش کا بندوبست کریں تاکہ میں اپنے گمشدہ بیٹے کو تلاش کر کے لے آؤں۔ راجا نے اپنی بیٹی کو بلا کر کہا! اس برہمن کی بیٹی کی خوب خاطر مدارت کریں اور اپنے سے جدا مت کرنا۔ یوں برہمن کی بہو (لڑکا) شب و روز راجکماری کے ساتھ رہتا۔ ایک دن برہمن کی بہو (لڑکا) راجکماری سے کہتا ہے۔ آپ کیوں پریشان رہتی ہیں؟ اس نے بتایا میں برہمن لڑکے کی یاد میں جل رہی ہوں۔ برہمن کی بہو نے کہا اگر میں اس سے آپ کی ملاقات کروا دوں، تو مجھے اس کا صلہ کیا ملے گا۔ راجکماری نے کہا اگر ایسا ممکن ہے تو میں تاحیات آپ کی غلام رہوں گی۔ ان کی یہ باتیں سن کر برہمن کی بہو نے منھ سے گٹکا نکالا تو مرد بن گیا۔ اس حوالے سے اقتباس ملاحظہ ہو۔

"یہ سن کر اس برہمن کی بہو بولی، جو میں تیرے محبوب کو ملا دوں تو، تو مجھے کیا دے گی؟ راج کماری بولی کہ سدا تیری غلام رہوں گی۔ یہ سن کر وہ گٹکا منھ سے نکالا کے پھر مرد ہو گیا اور یہ اسے دیکھ کر شرمائی۔ پھر اس برہمن کے لڑکے نے گندھرب بیاہ کے طریقے سے اس کے ساتھ

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

اپنا بیاہ کیا اور ہمیشہ اسی طرح رات کو مرد بن جاتا اور دن کو لڑکی۔ آخر کار چھ مہینے کے بعد راج کماری امید سے ہوئی۔" (۱۵)

برہمن لڑکے کا دن کو عورت اور رات کو عورت کا روپ دھار لینا قاری کے لیے نا قابل یقین کیفیت کو جنم دیتا ہے۔ گٹکے کا کردار بھی طلسماتی حقیقت کا باعث بن جاتا ہے۔ "بیتال پچیسی" کے کردار حکمت و دانائی کے باعث سنگھاسن بتیسی سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ بکرماجیت کا کردار بھی طلسماتی حقیقت نگاری کا سبب بنتا ہے۔ "بیتال پچیسی" کے قصے ایک لڑی میں پروئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کا مثالیہ انداز نا قابل یقین ہونے کے ساتھ حقیقت پسندانہ اور قاری کے لیے حیرت انگیز ثابت ہوتا ہے۔ سنگھاسن بتیسی کی پتلیاں بھی عجیب و غریب واقعات کے ذریعے راجا کو پریشان رکھتی ہیں۔ ان کہانیوں میں سیاسی دانش مندی کی مخصوص علامتی معنویت کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ان داستانوں میں سچائی، بہادری، غیرت مندی کو اخلاص کی پیوند کاری سے بیان کیا گیا ہے۔ قاری کے ذہن میں کہانیوں کے مختلف کردار پوری حقیقت کے ساتھ نصیحت آموز طریقے سے سامنے پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں دانش مندی کے لازوال اور دائمی ماورائی عناصر ابھرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن "بیتال پچیسی" کی آخری پانچ کہانیاں قاری کے لیے چاشنی اور حیرت کا باعث نہیں بنتی کیوں کہ ان میں طلسماتی عناصر کی بجائے بوجھل پن کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ قصہ مختصر س "نگھاسن بتیسی" اور "بیتال پچیسی" میں مافوق الفطرت اور ماورائی عناصر طلسماتی حقیقت نگاری کا موجب بنتے ہیں۔ اردو داستانوں میں ہر عمل یا حرکت کا تعلق واسطہ یا بالواسطہ حال اور ماضی سے جڑا نظر آتا ہے۔ لیکن جادوئی حقیقت نگاری کے بیانیہ کو تکنیکی لحاظ سے کہانی کی بنت میں جذبات، احساسات اور کیفیات کو کہانی نویس مافوق الفطرت انداز سے اس طرح پیش کرتا ہے کہ قاری اس کو یقین سمجھ کر حقیقت تسلیم کر لیتا ہے۔ جادوئی حقیقت نگاری پر مشتمل عناصر قاری کے لیے شعور حیات کے ساتھ ساتھ نشاط و مسرت کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ نجیب جمال، ڈاکٹر، فلیپ، سنگھاسن بتیسی، مرتبہ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین، دار النوادر، لاہور، ۲۰۱۹ء

۲۔ کاظم علی جوان، للولال کوی، سنگھاسن بتیسی، مرتبہ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین، دار النوادر، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۹

۳۔ ایضاً، ص ۱۴

۴۔ گیان چند، ڈاکٹر، اردو ادب کی نثری داستانیں، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنو بھارت، ۱۹۸۶ء، ص ۳۸۰

۵۔ ایضاً، ص ۳۹۸

۶۔ کاظم علی جوان، للولال کوی، سنگھاسن بتیسی، مرتبہ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین، دار النوادر، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۷۷

۷۔ ایضاً، ص ۷۷

۸۔ ایضاً، ص ۱۲۴

۹۔ ایضاً، ص ۱۳۸

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۴۳

۱۱۔ بصیرہ عنبرین، ڈاکٹر، بیتال پچیسی، دارلنوادر، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۴۵

۱۲۔ ایضاً، ص ۴۶

۱۳۔ ایضاً، ص ۷۰

۱۴۔ ایضاً، ص ۷۹

۱۵۔ ایضاً، ص ۹۲

References in Roman Script:

1. Najeeb Jamal, Dr. Flap, Singha sen Bateesi, Murtaba, Dr. Basera Ambreen, Dar ul Nawader, Lahore,2019
2. Kazim Ali Jawan, Lalu lal Kawi, Singha sen Bateesi, Murtaba, Dr. Basera Ambreen, Dar ul Nawader, Lahore, 2019, p.9
3. Ibid, p.14
4. Ghian Chand,Dr,Urdu adab ki Nasri Dastaany,Uter Pardesh Urdu Academi,Lakhnu, Bahrat,1986, p.380
5. Ibid, p.398
6. Kazim Ali Jawan,Lalu lal Kawi, Singha sen Bateesi,Murtaba , Dr.Basera Ambreen, Dar ul Nawader,Lahore,2019, p.77
7. Ibid, p.77
8. Ibid, p.124
9. Ibid, p.138
10. Ibid, p.143
11. Baseera Ambreen, Dr., Beetaal Pachesi, Daar- ul –Nawader,Lahore,2017, p .45
12. Ibid, p.46
13. Ibid, p.70
14. Ibid, p.79
15. Ibid, p.92

Dr. Muhammad Ramzan is a Lecturer at the Center of Excellence, Government Higher Secondary School, Jaranwala, Pakistan. He earned his PhD from the National University of Modern Languages, Islamabad. He has authored two books and published eleven articles. Dr. Ramzan is the recipient of the Mehkan Adbi Award 2024 and the F.J. Pakistan Writer Forum Adbi Award 2024. His research interests include Urdu fiction and poetry.